زندگی کی خوشحالی کا سب سے بڑا ذریعہ معاشی رفاہیت ہے۔

پھر غور کیجئے تو معلوم ہو گا کہ معاشی رفاہیت کا ثمرہ صرف یہی نہیں ہوتا ہے کہ انسان کی دنیوی اور مادی زندگی بہتر ہو جاتی ہے بلکہ اس کا اثر اخلاقی اور سماجی زندگی پر بھی پڑتا ہے۔ کارل مارکس تو ایک عرصۂ دراز کی ریسرچ اور تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ دنیا میں جنگ و فساد، جرائم اور اخلاقی زبوں حالی و معاشرتی ابتری ان سب کا واحد سبب اقتصادی زبوں حالی اور معاشرتی ابتری ہے۔ لیکن اسلام کے داعی نے تو تقریباً ڈیڑھ ہزار برس پہلے کاد الفقر یکون کفراً فرما کر اس فلسفہ کے پورے دریا کو ایک کوزہ میں بند کر کے پیش کر دیا تھا۔

آج ہندوستان میں جگہ جگہ مسلمانوں کے عظیم الشان جلسے اور کانفرنسیں ہوتی ہیں مختلف مسائل پر تقریریں کی جاتی ہیں متعدد معاملات پر غور و خوض کیا جاتا ہے۔ لیکن کبھی کسی نے اس پر بھی غور کیا کہ اگر ہندوستان کے مسلمانوں کی اقتصادی حالت روز بروز ابتر ہی ہوتی رہی اور صورتِ حال یہ رہی کہ ان کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھی بے روزگاری کی مصیبت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ کاروبار اور تجارت میں بھی آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کے مواقع زیادہ نہیں ہیں زمینداریاں الگ ختم ہو گئیں تو پھر آخر ان چار ساڑھے چار کروڑ افراد کا کیا ہو گا اور یہ کس طرح اپنے ملک کے مفید اور اچھے شہری بن کر عزت کی زندگی بسر کر سکیں گے قوم محض جلسے کرنے اور پرجوش تقریریں سن لینے سے زندہ قوم نہیں بنتی۔ اگر مسلمانوں کو ایک زندہ اور تندرست قوم کی حیثیت سے رہنا ہے تو لازمی طور پر یہ بھی سوچنا ہو گا کہ معاشی رفاہیت کے جو دروازے ان پر بند نظر آتے ہیں انھیں کس طرح کھولا جائے۔ اور اس راہ میں جو دشواریاں اور دقتیں ہیں انھیں کیوں کر دور کیا جائے۔